۵

ہر احمدی دعوت الی اللہ کا عہد کرے

(فرمودہ ۸۔فروری ۱۹۲۹ء بمقام پھیرو چیچی)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

بہت سی غلطیاں انسان کو صحیح صورت حال کے نہ سمجھنے کی وجہ سے لگ جاتی ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک مثال مشہور ہے کہ جب بلی کبوتر پر حملہ کرنے لگتی ہے تو کبوتر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور سمجھتا ہے جب مجھے بلی نظر نہیں آتی تو میں بلی کو کہاں نظر آتا ہوں گا اور وہ فرض کر لیتا ہے کہ اب بلی اس پر حملہ نہ کرے گی مگر اس کے اس فعل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بلی اس پر حملہ کرتی ہے اور اسے کھا جاتی ہے۔ اگر وہ اپنی آنکھیں بند نہ کرتا اور پیش آمدہ حالت کے متعلق غلط اندازہ نہ لگاتا تو پکڑا نہ جاتا کیونکہ وہ پرندہ ہے اور اُڑ کر بلی سے بچ سکتا ہے۔ تو غلط اندازے بسا اوقات انسان کو کامیابی سے محروم کر دیتے ہیں۔ کامیابی ہمیشہ صحیح اندازہ لگانے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ بیسیوں دفعہ انسان کامیابی کے سرے پر پہنچ کر اس لئے رہ جاتا ہے کہ اس نے حالات کا غلط اندازہ لگایا ہوتا ہے۔ بسا اوقات کامیابی اس کے ہاتھ کی پہنچ میں ہوتی ہے مگر وہ خیال کر لیتا ہے کہ کامیابی بہت دور ہے اس لئے ہمت ہار بیٹھتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات ہلاکت اس کے قریب آرہی ہوتی ہے مگر وہ سمجھتا ہے کہ میں محفوظ ہوں اس لئے ہلاکت سے پیچھے نہیں ہٹتا اور تباہ ہو جاتا ہے۔ تو انسان کو کامیابی کے لئے نہ صرف صحیح کوشش کی ضرورت ہے بلکہ ان احوال کو بھی مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے جن میں سے گذر رہا ہوتا ہے۔

ہر عقلمند انسان کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جن باتوں پر وہ حالات کا اندازہ لگاتا ہے وہ

اس کے اپنے دل کی کیفیتیں ہیں یا دوسرے لوگوں کے دلوں کی۔ مثلاً ایک شخص جس کے دل کو خدا تعالیٰ نے ہر قسم کی بُرائی سے محفوظ رکھا ہوا گر کہے چونکہ میں چوری نہیں کرتا اس لئے کوئی بھی چوری نہیں کرتا اور اپنے دروازے کھلے چھوڑ کر سو جائے تو اس کا مال محفوظ نہ رہے گا یا ایک ایسا شخص جو کسی کا دل دُکھانا بھی گناہ سمجھتا ہو اور جس کے نزدیک کسی کی جان لینا سوائے اس صورت کے کہ اسلام کا حکم ہو یا حکومت کا حکم ہو کسی انسان کا فعل ہی نہ ہو وہ اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالے کر دے اور سمجھے کہ یہ کہاں میری جان لے سکتے ہیں تو اس کی جان خطرہ میں ہوگی۔ یا مثلاً ایک ایسا آدمی جس میں دیانت داری کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہو جس کے پاس لوگ لاکھوں روپے کی امانتیں رکھیں اور وہ ان کی حفاظت کو اپنا مقدس فرض سمجھتا ہو اگر وہ یہ خیال کرے کہ ساری دنیا ہی ایسی ہے اور لوگوں کو اپنا مال یوں ہی دیدے کوئی تحریر وغیرہ نہ کرائے تو اس کا مال محفوظ نہ ہوگا۔ یا مثلاً ایک ایسا شخص جس کے ہاتھ، آنکھ اور زبان سے لوگوں کی عزت و آبرو محفوظ رہتی ہو اگر وہ یہ خیال کرے کہ اس کی عزت پر بھی کوئی حملہ نہیں کر سکتا تو اس کی عزت خطرہ میں ہوگی۔

غرض کبھی اس لئے دھوکا لگ جاتا ہے کہ انسان سمجھتا ہے جب میں ایسا نہیں کرتا تو کوئی مجھ سے کیوں ایسا کرنے لگا۔ اس طرح اس کی عزت، اس کا مال، اس کی حکومت، اس کا دبدبہ، اس کا رُعب، اس کی جان اور جو چیز اسے پیاری اور عزیز ہوتی ہے وہ خطرہ میں ہوتی ہے۔

بسا اوقات مومن بھی ایسا دھوکا کھا جاتا ہے چونکہ مومن ساری دنیا کا خیر خواہ ہوتا ہے اس لئے اپنے دل کی حالت پر ساری دنیا کی حالت کو قیاس کر لیتا ہے وہ سمجھتا ہے جس طرح میں سب کا خیر خواہ ہوں دوسرے لوگ بھی میرے خیر خواہ ہونگے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات اسے سخت نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔

میں اپنی جماعت کے دوستوں کو آج کے خطبہ میں اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں ہماری جماعت ساری دنیا کی خیر خواہ ہے جب ہم مسلمان کہلانے والوں کی خیر خواہی کرتے ہیں تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ ہم دوسرے لوگوں کے خیر خواہ نہیں۔ چونکہ مسلمانوں سے ہمارا زیادہ قریب کا تعلق ہے ملکی اور نیم مذہبی فوائد ان کے اور ہمارے متحد و مشترک ہیں، مذہبی امور میں سے بھی بہت سے امور میں ہم اور وہ متحد ہیں صرف چند امور میں اختلاف ہے اس لئے ہم ان کے ساتھ ایک حد تک مل کر کام کرتے ہیں اور متحدہ امور میں قطعی طور پر مل کر کام کرتے ہیں کیونکہ ان

باتوں میں ان کا فائدہ ہمارا فائدہ ہوتا ہے اور ان کا نقصان ہمارا نقصان' اس وجہ سے ان کے ساتھ مل کر کام کرنا ہمارے لئے ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم ہندوؤں کے دشمن ہیں یا عیسائیوں کے دشمن ہیں۔ ہم ہندوؤں' سکھوں' یہودیوں' عیسائیوں حتیٰ کہ دہریوں کے بھی خیر خواہ اور ہمدرد ہیں کیونکہ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سب کا خیر خواہ ہو۔ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ ہم نہ صرف دہریہ کے بلکہ بدترین چور' ڈاکو اور بدکردار کے بھی خیر خواہ ہیں کہ سب ربّ العٰلمین کے بندے ہیں اور وہ اسی طرح چوروں اور ڈاکوؤں کا ربّ ہے جس طرح دوسرے لوگوں کا۔ غرض ہم خدا تعالیٰ کے تمام بندوں کے خیر خواہ اور ہمدرد ہیں لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ چونکہ ہم ساری دنیا کے خیر خواہ ہیں اس لئے دنیا بھی ہماری خیر خواہ ہے غلطی ہوگی۔ اسی طرح یہ سمجھ لینا بھی غلطی ہوگی کہ جس طرح ہم دوسروں کی ترقی کے لئے کوشش کرتے ہیں وہ بھی ہماری ترقی کے رستہ میں روک نہ ہونگے کیونکہ ہم ان کے خیر خواہ ہیں اور اپنے عمل سے خیر خواہی ثابت کرتے ہیں مگر وہ ایسا نہیں کرتے ہم دنیا کو اور نگاہ سے دیکھتے ہیں اور دنیا ہمیں اور نگاہ سے دیکھتی ہے۔

ہم تو دنیا کو اِس نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ دنیا کی تمام چیزیں ساری کی ساری انبیاء کی مملوک ہوتی ہیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نائب ہوتے ہیں چونکہ سب چیزیں خدا تعالیٰ کی ہیں اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے نائبوں کی بھی ہیں۔ اگر ان کا کوئی حصہ انبیاء سے بغاوت کرتا ہے تب بھی وہ یہی سمجھتے ہیں کہ آخر ہماری ہی ہیں ہمارے ہی پاس آئیں گی ان کو مٹانا نہیں چاہئے۔ جیسے ایک عقلمند بادشاہ بغاوت کو دبانے کے لئے یہ کوشش کریگا کہ کم سے کم خونریزی ہو تا کہ اس کی رعایا تباہ نہ ہو۔ اسی طرح وہ لوگ جنہیں خدا تعالیٰ دنیا کا وارث کر دیتا ہے سوائے اس نقصان کے جس کا پُہنچانا ضروری ہوتا ہے اور جو لوگوں کی بھلائی کے لئے ہوتا ہے نقصان نہیں پُہنچاتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں یہ ہماری ہی مِلک ہیں آخر ہمارے ہی پاس آئیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ جب طاعون رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے مطابق ہندوستان میں ظاہر ہوئی اور لوگ کثرت سے مرنے لگے تو اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل بہت کُڑھتا تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیت الدعا کے قریب ہی رہا کرتے تھے فرماتے ہیں ایک دن مجھے اس طرح کراہنے کی آواز آئی جس طرح دردِ زِہ والی عورت کراہتی ہے۔ چونکہ وہ بالکل قریب سے آ رہی تھی میں نے معلوم کرنا

چاہا کہ کیسی آواز ہے آخر معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کر رہے ہیں اور یہ آپ کی آواز ہے آپ اُس وقت کہہ رہے تھے۔ الٰہی! اگر دنیا اِسی طرح ہلاک ہوگئی تو تیری عبادت کون کرے گا۔

دیکھو طاعون آپ کے نشان کے طور پر ظاہر ہوئی تھی اور آپ کے دشمنوں کی ہلاکت کے لئے نمودار ہوئی تھی۔ مگر جب لوگ مرنے لگے تو پھر آپ کو فکر ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کون کرے گا اور ایمان کون لائے گا۔ اِس درد اور تکلیف کی وجہ یہی تھی کہ سب آپ کو ورثہ میں دیئے گئے تھے۔ ان کا مرنا آپ کی جماعت میں کمی واقعہ ہونا تھا تو تمام دنیا انبیاء کی ملکیت ہوتی ہے اور پھر ان کے نائبوں کی۔ سچے نائب وہی ہوتے ہیں جو ساری دنیا کے خیر خواہ ہوں نہ کہ کسی خاص قوم کے۔ اور سچے خیر خواہ دنیا کے وہی ہوتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں ہم سب ایک دن بھائی بھائی بن جائیں گے۔ کیا ہوا اگر اب کوئی مخالفت کرتا ہے۔

دوسرے لوگ اِس نقطۂ نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح بکری شیر کو دیکھتی ہے۔ یا یوں سمجھ لو کہ کسی نے چیتا یا شیر پالا ہوا ہو اور وہ چُھوٹ جائے مالک تو اسے اس طرح پکڑنے کی کوشش کریگا کہ وہ مرے نہیں بلکہ کام آسکے مگر چیتا اپنے مالک پر اس طرح حملہ کرے گا کہ اسے پھاڑ ڈالے تاکہ آزاد ہو جائے۔ یہی حال انبیاء کی جماعت اور دوسرے لوگوں کا ہوتا ہے۔ انبیاء کی جماعت کا پورا زور اس بات پر صرف ہوتا ہے کہ لوگ بچ جائیں تباہ نہ ہوں تاکہ ہمارے بھائی بن جائیں مگر دوسروں کا پورا زور اس بات پر ہوتا ہے کہ انبیاء کے ماننے والے ہلاک ہو جائیں تاکہ وہ ان کے قبضہ میں نہ چلے جائیں۔

جب یہ صورت حال ہے تو ہمارا فرض ہے کہ یہ بھی دیکھیں کہ لوگ ہمارے متعلق کیا ارادے رکھتے ہیں اور ہمارے خلاف کیا کیا کوششیں کر رہے ہیں۔ بے شک ایسے بھی لوگ ہیں جن میں شرافت اور دیانت داری پائی جاتی ہے اور جو انسانیت کا سلوک کرتے ہیں لیکن بہت سے ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ یہ جماعت ہماری دشمن ہے اور کل ہماری جگہ پر قبضہ کر لے گی۔ اس وجہ سے وہ ہر رنگ میں اور پورے زور کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں اور اس طرح حق کی مخالفت کرنے والے ہمیشہ زور لگاتے رہے ہیں۔ دیکھو شرک کتنی کھلی اور واضح بُرائی ہے لیکن جب موحّد دنیا میں کھڑے ہوئے تو مشرک لوگ اسی طرح ان کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوگئے جس طرح سچائی پر

قائم ہونے والا سچائی کی حمایت میں کھڑا ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ شرک کے خلاف کھڑے ہوئے مکہ والوں نے اسی طرح زور سے آپ کی مخالفت کی جس طرح سچ کے حامی کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس قسم کا جوش کسی عقیدہ کے لحاظ سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ اس عقیدہ کے سچے ہونے کی وجہ سے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک عقیدہ بالکل غلط ہو مگر اس کے ماننے والوں کو اس کے لئے ایسا ہی خوش ہو جیسا کہ ایک سچا عقیدہ رکھنے والوں کو اپنے عقیدہ کے متعلق ہوسکتا ہے۔ اس وجہ سے تمام کی تمام قومیں اور فرقے ہماری نسبت یہی خیال کرتے ہیں کہ چونکہ یہ روز بروز پھیلتے جاتے ہیں اس لئے ہماری جگہ پر قابض ہو جائیں گے اس بات سے بحیثیت فرقہ ان کے دلوں میں ہمارے متعلق خیر خواہی اور خیر اندیشی نہیں ہے۔ ہاں ان کے افراد ایسے ہوسکتے ہیں اور ہیں جو ہمارے خیر خواہ ہوں۔ حنفیوں میں افراد کے طور پر ایسے لوگ مل جائیں گے جو خیر خواہ ہونگے وہابیوں میں سے ایسے لوگ مل جائیں گے، غیر مسلموں، عیسائیوں، ہندوؤں میں سے مل جائیں گے مگر آج کل کی حنفیّت ہماری خیر خواہ ہو یہ ناممکن ہے۔ گویا بحیثیت افراد خیر خواہ مل جائیں گے مگر بحیثیت قوم خیر خواہ نہ ملیں گے۔ پس چند افراد کا اچھا ہونا یہ مطلب نہیں رکھتا کہ بحیثیت قوم خیر خواہ ہیں۔ پھر خصوصیت کے ساتھ محمدی سلسلہ میں یہ بات نمایاں ہے بلکہ اس کے متعلق پیشگوئی موجود ہے۔ یوں بھی ہمیشہ دنیا سچائی کی دشمن چلی آئی ہے مگر اس کے متعلق تو پیشگوئی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق خدا تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ کو بتایا۔

"اس کا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اس کے برخلاف ہونگے۔ اور وہ اپنے بھائیوں کے سامنے بود و باش کرے گا"۔ [۱]

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کا سلسلہ جب کبھی ظاہر ہوگا ساری دنیا اس کی مخالفت کرے گی۔ چنانچہ حضرت اسحاقؑ کی قوم نے جو نسلی دشمنی حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے کی وہ کسی سے نہ کی۔ توریت پڑھ کر دیکھ لو یہودیوں کی کتابوں کو پڑھو سوائے گالیوں کے کوئی کلمۂ خیر حضرت اسماعیلؑ اور ان کی اولاد کے متعلق نہ ہوگا۔ پھر رسول کریم ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوئے آپ کے متعلق بھی یہی ہوا تمام دُنیا نے آپ کی مخالفت کی، یہودیوں نے آپ کی مخالفت کی اور عیسائیوں نے آپ کے خلاف سارا زور لگایا۔ یہودی عیسائیوں کے دشمن ہیں اور عیسائی یہودیوں کے لیکن رسول کریم ﷺ کی دشمنی میں دونوں اکٹھے

ہو گئے ۔مشرک عیسائیوں کے دشمن ہیں اور عیسائی مشرکوں کے' یہودی مشرکوں کے دشمن ہیں اور مشرک یہودیوں کے لیکن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں یہودی' عیسائی اور مشرک سب اکٹھے ہو گئے اس لئے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق پیشگوئی تھی کہ وہ تلواروں کی چھاؤں کے تلے پلے گا اور ساری دنیا اس کی مخالفت کرے گی۔ رسول کریم ﷺ ساری دنیا کی خیر خواہی کا جو جذبہ لے کر کھڑے ہوئے تھے اس کی کوئی پرواہ نہ کی گئی اور ساری دنیا آپ کی مخالف ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بظاہر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے نہ تھے اس لئے شائد کسی کو خیال ہوتا کہ دنیا آپ سے وہ سلوک نہ کرے گی جو حضرت اسماعیلؑ اور آپ کی اولاد سے کیا۔ اور ممکن تھا اس خیال سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں سُستی پڑ جاتی اور وہ ہوشیاری اور چُستی کام میں نہ لاتی جو ترقی کرنے کے لئے ضروری ہے۔ لیکن چونکہ اب نبوت ہے ہی وہی جو رسول کریم ﷺ کے ذریعہ حاصل ہو اور کوئی نبوت باقی نہیں اب بغیر رسول کریم ﷺ کی روحانی اولاد کے کوئی رسول اور نبی نہیں اس لئے ضروری ہے کہ اولاد کو باپ کی باتیں ملیں۔ پس اب اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول کریم ﷺ کی جسمانی نسل میں سے نہیں تو بھی آپ سے وہی سلوک دنیا کی طرف سے ہونا ضروری تھا جو آپ سے کیا گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو الہام بھی کیا اور فرمایا۔ يُخْرِجُ هَمَّهٗ وَغَمَّهٗ دَوْحَةَ اِسْمٰعِيْلَ فَاَخْفِهَا حَتّٰى تَخْرُجَ [2] اس سے ظاہر ہے کہ آپ کو حضرت اسماعیلؑ سے نسبت دی گئی ہے۔

پس ضروری ہے کہ آپ کے متعلق بھی یہی حالت رونما ہو کہ سب دنیا کے ہاتھ آپ کے خلاف اُٹھیں۔

ہماری جماعت کو یہ خیال کر کے کہ وہ ساری دنیا کی خیر خواہ ہے خصوصاً مسلمانوں کی یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ دنیا بھی اس کی خیر خواہ ہے۔ کبوتر کے آنکھیں بند کر لینے کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ بلی نے بھی آنکھیں بند کر لی ہیں ہم دیکھتے ہیں باوجود اس محبت اور خیر خواہی کے جو ہم دوسروں سے رکھتے ہیں وہ لوگ بھی جن کو سنجیدہ اور متین سمجھا جاتا ہے جب کبھی موقع آتا ہے مخالفت سے باز نہیں آتے۔ جب کبھی مخالفینِ اسلام سے مقابلہ کی ضرورت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ احمدی ان لوگوں کا مقابلہ کریں۔ مگر جب وہ وقت گذر جاتا ہے تو ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ احمدیوں کا

نام تک نہ لیں۔ جب علاقہ ملکانا میں آریوں نے شورش برپا کی تو سارے ملک میں شور پڑ گیا کہ احمدی ان کے مقابلہ کے لئے اٹھیں لیکن جب ہمارے آدمیوں نے جا کر آریوں کو شکست دی تو پھر احمدیوں کا نام لینا بھی ان لوگوں کے نزدیک گناہ ہوگیا۔ اُس وقت یہی کہنے لگے کہ فلاں جمعیت نے یہ کام کیا اور فلاں نے یہ۔ حالانکہ اگر آریوں کی گواہی لیں تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ جتنا کام کیا احمدیوں نے کیا اور کسی نے نہیں کیا اور احمدی ہی ان کے راستہ میں نہ ہٹنے والی روک ثابت ہوئے۔ تو ہماری مخالفت ہر موقع پر کی جاتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ کہا گیا تھا اُس کا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اُس کے خلاف اٹھیں گے۔

غرض دوسرے لوگ ضرورت کے وقت ہم سے فائدہ اٹھالیں گے مگر اپنے ہاتھ ہمارے خلاف ہی اٹھائے رکھیں گے۔ بے شک سارے کے سارے لوگ ایسے نہیں ایسے افراد بھی ہیں جو ہمارا ساتھ دیتے ہیں مگر قومی طور پر ہماری مخالفت ہی کی جاتی ہے۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت کرشنؑ نبی ہیں اور کئی ہندو ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا نبی ماننے کیلئے تیار ہیں مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ متحدہ طور پر یہ مانتے ہیں بلکہ یہ ہیں کہ وہ اپنی قوم سے الگ ہو کر مانتے ہیں مگر ہم حضرت کرشنؑ کو متحدہ طور پر نبی مانتے ہیں۔ ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو رسول کریم ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں مگر کوئی ایک احمدی بھی ایسا نہ ہوگا جو حضرت کرشنؑ کو گالی دے اور اگر کوئی دے گا تو ساری جماعت اس کے خلاف ہوگی۔ لیکن اگر کوئی ہندو رسول کریم ﷺ کو نبی مانتا ہے تو اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر مانتا ہے قوم اس کا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں بلکہ وہ گالیاں دینے والوں کا ساتھ دیتی ہے۔ پس اگر کوئی کہے کہ ہماری جماعت کی فلاں ایڈیٹر یا فلاں ماسٹر یا فلاں پروفیسر بڑی تعریف کرتا ہے تو یہ مِنْ حَیْثُ الْقَوْم تعریف نہ ہوگی بلکہ مِنْ حَیْثُ الْاَفْرَاد تعریف کرنے والے ہونگے۔

تو ہماری جماعت کے لوگوں کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہماری کامیابی کا سارا دارومدار خدا کے فضل اور ہماری اپنی کوششوں پر ہے۔ جب تک یہ بات ہماری آنکھوں کے سامنے نہ ہوگی کہ اگر ترقی ہوئی تو محض اپنی کوشش اور سعی سے ہوگی اُس وقت تک کبھی ترقی حاصل نہ ہوگی۔ جب ہمیں یہ بھروسہ ہوگا کہ ہمارا دایاں اور ہمارا بایاں دوسری قومیں سنبھالیں گی تو یہ ہماری شکست کا وقت ہوگا۔ ہمارا دایاں، ہمارا بایاں، ہمارا اگلا، ہمارا پچھلا اور ہمارا وسط ہمیں خود سنبھالنا ہوگا تب

ترقی حاصل ہوگی اسی لئے میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ اپنی جماعت کو دنیا میں پھیلاؤ اور بڑھاؤ۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر میں نے اس طرف توجہ دلائی تھی اسی بات کو اِس وقت میں تفصیل سے بیان کر رہا ہوں کہ ہر احمدی اقرار کرے کہ وہ سال میں کم از کم ایک احمدی بنائے گا اس طرح ایک سال کے اندر اندر جماعت کا دُگنا ہو جانا معمولی بات ہے اس طرح تھوڑے سے عرصہ کے چکر میں ہماری تعداد کہیں سے کہیں جا پہنچتی ہے۔ کہتے ہیں جس شخص نے شطرنج کا کھیل ایجاد کیا جس میں ۶۴ خانے ہوتے ہیں وہ اسے بادشاہ کے پاس لے گیا۔ بادشاہ کو یہ کھیل بہت پسند آیا اور اس نے اسے کہا جو چاہو انعام مانگ لو۔ اس نے پہلے تو کہا کہ میں تحفے کے طور پر لایا ہوں کوئی انعام نہیں لینا چاہتا لیکن جب بادشاہ نے زور دیا تو اس نے کہا اگر آپ مجھے کچھ دینا ہی چاہتے ہیں تو ایک خانہ میں ایک کوڑی اور دوسرے میں دو' اِسی طرح دوگنی رکھ کر دے دی جائیں۔ بادشاہ نے یہ سن کر کہا میں نے تو تمہیں بڑا عقلمند سمجھا تھا مگر یہ بات تو تم نے پاگلوں والی کی ہے۔ اس نے کہا جب آپ نے کہا ہے میں جو چاہوں مانگوں تو اب اس بات کو پورا کیجئے۔ بادشاہ نے کہا میں تو تمہیں نصف بادشاہت تک دینے کے لئے تیار تھا مگر تم نے مانگا ہی کچھ نہیں اب جو چاہتے ہو وہی لے لو۔ بادشاہ نے خزانچی کو بلا کر کہا کہ جس طریق سے یہ کہتا ہے کوڑیوں کا حساب کر کے جتنے روپے بنتے ہیں اسے دے دو۔ تھوڑی دیر کے بعد خزانچی بادشاہ کے پاس آ کر کہنے لگا اِس حساب سے خزانہ تو سارا خالی ہو گیا ہے لیکن خانے ابھی باقی ہیں کیونکہ ہر خانہ میں دوگنی رقم کرنے سے اربوں ارب روپیہ دینا پڑا۔ اِس پر اُس شخص نے بتایا میں حساب کا کمال بتانا چاہتا تھا اس لئے یہ مطالبہ کیا تھا۔ تو دُوگنا ہونے سے اتنی جلدی ترقی ہو سکتی ہے کہ دنیا دنگ رہ جائے۔ مثلاً اگر اس تحریک پر ایک سَو آدمی ہی ایسے نکل آئیں جو عہد کریں کہ ہر سال ہم اپنی تعداد کو دُوگنا کر لیا کریں گے تو سَو سال کے اندر اندر ساری دُنیا کو احمدی بنا سکتے ہیں۔ ایک سَو آدمی ایک سال کے بعد دو سَو ہو جائیں گے' دو سال کے بعد چار سَو' تین سال کے بعد آٹھ سَو' چوتھے سال کے بعد سولہ سَو' پانچویں سال کے بعد بتیس سَو' چھٹے سال کے بعد چونسٹھ سَو' ساتویں سال کے بعد بارہ ہزار آٹھ سَو' آٹھویں سال کے بعد پچیس ہزار چھ سَو' نویں سال کے بعد اِکاون ہزار دو سَو' دسویں سال کے بعد ایک لاکھ دو ہزار چار سَو' گیارھویں سال کے بعد دو لاکھ چار ہزار آٹھ سَو' بارھویں سال کے بعد چار لاکھ نو ہزار چھ سَو' اسی طرح سَو سال کے بعد دنیا کی

ساری آبادی کو احمدی بنالیا جائے ۔ پس اگر کوئی قوم اپنا فرض مقرر کر لے کہ ہر سال وہ اپنی تعداد کو دُگنا کرلیا کرے گی تو ساری جماعت تو الگ رہی اگر اس کا ایک محدود حصہ بلکہ اس کے سَو (۱۰۰) افراد بھی اس عزم کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو چالیس سال کے اندر اندر دنیا کو احمدی بنا سکتے ہیں ۔لیکن اگر ساری جماعت یہ اقرار کرے اور پھر اس میں سے آدھا یا چوتھا حصہ یا پانچواں حصہ یا دسواں حصہ یا سینکڑواں حصہ یا ہزارواں حصہ بھی کامیاب ہو جائے تو بھی چند ہی سالوں کے اندر اندر ایسا تغیر پیدا ہوسکتا ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت کا جو مقصد لے کر کھڑے ہوئے ہیں وہ پورا ہوسکتا ہے اور دس بارہ سال کے اندر ہی عظیم الشان تغیر پیدا ہوسکتا ہے ۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر احمدی اقرار کرے کہ وہ سال میں دوگنا ہونے کی کوشش کرے گا اِسی لئے میں نے تجویز کی تھی کہ ایسے لوگ کھڑے ہوں جو یہ اقرار کریں اور اپنے نام لکھا دیں جس طرح چندہ دینے کے لئے نام لکھاتے ہیں کہ ہم اتنا اتنا چندہ دیں گے اِسی طرح تبلیغ کے متعلق اقرار کریں کہ کم از کم ایک آدمی کو سال میں احمدی بنائیں گے اور جو زیادہ بنا سکیں وہ زیادہ کے لئے اقرار کریں ۔مگر شرط یہ ہے کہ اپنے پایہ اور اپنے طبقہ کے لوگوں کو احمدی بنائیں ۔ زمیندار زمینداروں کو احمدی بنائیں، وکیل وکیلوں کو، ڈاکٹر ڈاکٹروں کو، انجینئر انجینئروں کو، پلیڈر پلیڈروں کو، اسی طرح چند سالوں میں ایسا عظیم الشان تغیر پیدا کیا جا سکتا ہے کہ طوفانِ نوح بھی اس کے سامنے مات ہو جائے ۔

میں اُس اعلان کے مطابق جو ایک سابقہ خطبہ میں کر چکا ہوں کہ سالانہ جلسہ پر جو باتیں بیان کی گئی تھیں، ان کو مختلف خطبوں میں تفصیلاً بیان کروں گا یہ خطبہ پڑھ کر مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ عہد جتنے لوگ کرسکیں کریں اور اپنے نام لکھا دیں کہ وہ اپنی حیثیت کا کم از کم ایک آدمی سال میں احمدی بنائیں گے ۔ اگر ایک ہزار بھی ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں تو کئی ہزار خود سال میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح ایک خاصی تعداد کا اضافہ ہوسکتا ہے مگر شرط یہی ہے کہ اپنے اپنے طبقہ میں سے احمدی بنائیں ۔ اس طرح کئی ایک وکلاء، ڈاکٹر، بیرسٹر، مجسٹریٹ اور دوسرے تعلیم یافتہ لوگوں کا اضافہ ہو جائیگا اور ایسے تعلیم یافتہ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگ بہت سے لوگوں کے لئے بطور چابی ہوتے ہیں ان کے داخل ہونے سے بہت سے لوگ خود بخود داخل ہو جاتے ہیں اس طرح بہت فائدہ ہوسکتا ہے ۔ پس یہ تجویز بہت گہرا اور وسیع اثر رکھنے والی ہے میں چاہتا ہوں کہ

جماعت کے دوست جلد اس طرف توجہ کریں۔ جلسہ کے موقع پر جو اعلان کیا گیا تھا اس پر پچیس تیس کے قریب دوستوں کے نام لکھائے ہیں مگر یہ بہت قلیل تعداد ہے۔ تمام جماعت کے امراء اور سیکرٹریوں کو چاہئے کہ خاص جلسے کر کے یہ تحریک کریں اور جو اصحاب نام لکھائیں ان کی اطلاع دیں۔ مگر اس بات کا خیال رہے کہ اگر کوئی تاجر ہے تو تاجر کو احمدی بنائے۔ اگر کوئی اعلیٰ عہدہ پر ہے تو اسی درجہ کے آدمی کو بنانے کی کوشش کرے یہ نہیں کہ وہ کسی چپڑاسی سے بیعت کا خط لکھادے۔ اپنی حیثیت کے لحاظ سے اسی حیثیت کے آدمی کو تبلیغ کرنی چاہئے۔ ایمان کے لحاظ سے تو تمام انسان برابر ہیں کوئی چھوٹا بڑا نہیں مگر سیاسی لحاظ سے جو شخص کسی قسم کا اثر رکھتا ہے اس کے احمدی ہونے سے بہت بڑا فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ اس کا دوسروں پر اثر ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ اس کے حلقہ اثر میں احمدیت پھیل سکتی ہے۔ پس ہر شخص اپنے طبقہ کو لے اور اس میں سے احمدی بنائے تاکہ جماعت کی ترقی ہر طبقہ میں یکساں طور پر ہو۔ زمیندار زمینداروں کو احمدی بنائیں افسر افسروں کو احمدی بنائیں' مزدور مزدوروں کو احمدی بنائیں عالم عالموں کو احمدی بنائیں' اگر اس سال ایک ہزار آدمی کم از کم ایک ہزار لوگوں کو ہی احمدیت میں داخل کر لیں تو بہت جلد ترقی ہو سکتی ہے چونکہ انہیں تبلیغ کرنے کی مشق ہو جائیگی اس لئے اگر پہلے سال ایک آدمی کو احمدی بنائیں گے تو اگلے سال دو تین کو بنا سکیں گے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو تبلیغ کا شوق تو رکھتے ہیں مگر اس کا ڈھنگ نہیں جانتے۔ جب وہ اقرار کریں گے کہ کم از کم ایک آدمی کو احمدی بنائیں گے اور پھر اس کے لئے کوشش کریں گے اور ایک آدمی کو احمدی بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے تو پھر اوروں کو تبلیغ کرنا ان کے لئے آسان ہو جائے گا۔ پس میں جماعت کے دوستوں سے خواہش کرتا ہوں کہ خواہ وہ عالم ہوں یا معمولی پڑھے لکھے' پیشہ ور ہوں یا زمیندار' تاجر ہوں یا ملازم ہر طبقہ کے لوگ اپنے آپ کو پیش کریں اور اقرار کریں کہ اپنے طبقہ میں سے کم از کم ایک شخص کو احمدی بنانے کی کوشش کریں گے اور پھر جلد سے جلد اس عہد کو پورا کریں۔ ریزرو فنڈ کے متعلق دیکھا گیا ہے کہ جنہوں نے جلدی اپنے وعدہ کا ایفاء کیا وہ تو کامیاب ہو گئے مگر جنہوں نے یہ خیال کیا کہ سال کے ختم ہونے تک پورا کر لیں گے وہ رہ گئے۔ اِس عہد کو پورا کرنے کے لئے بھی جو دوست جلدی کریں گے وہی کامیاب ہو سکیں گے ورنہ جو یہ کہیں گے کہ کل پورا کر لیں گے ان کا کل کبھی نہیں آئے گا اور انہیں شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ پس کوئی دوست اِس عہد کے ایفاء کو

کل پر نہ ڈالیں بلکہ آج کا کام آج ہی کریں۔ جو اصحاب اس نیت اور اس ارادہ سے کھڑے ہوں گے وہ خدا کے فضل سے ضرور کامیاب ہونگے۔ ریز رو فنڈ کا چندہ جمع کرنے میں وہی لوگ ناکام رہے جنہوں نے سمجھا نومبر یا دسمبر میں کرلیں گے۔ یا یہ خیال کیا کہ سال کی آخری ششماہی میں کرلیں گے لیکن جنہوں نے جلد سے جلد پورا کرنے کی کوشش کی انہوں نے انہی علاقوں میں جہاں کے دوسرے لوگ ناکام رہے کامیابی حاصل کی۔ جنہوں نے اس کام کو پیچھے ڈالا ان کی زبانوں میں اثر نہ رہا اور وہ اپنا عہد پورا نہ کر سکے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ جو اس کے لئے وعدے کرے اسے جلد پورا کرے اسے کیا پتہ ہے کہ کل پورا کر سکے گا یا نہیں۔

میں امید رکھتا ہوں کہ تمام احمدی جماعتیں جن تک میری یہ آواز اخبار کے ذریعہ پہنچ جائے گی جلسے کر کے ایسے اصحاب کی فہرستیں جلدی بھیج دیں گی اور عہد کرنے والوں کے صرف نام نہ لکھے جائیں بلکہ ان سے دستخط بھی لئے جائیں جو اَن پڑھ ہوں ان کے انگوٹھے لگوا کر جلدی فہرستیں پیش کردی جائیں۔ نئے سال میں سے ایک مہینہ گذر گیا ہے اور دوسرا شروع ہے۔ ایک مہینہ سالانہ جلسہ کا ہے باقی نو دس مہینے رہ گئے ہیں اس لئے جلد سے جلد یہ کام شروع ہو جانا چاہئے تا کہ ہم چند سالوں میں جماعت کی وہ ترقی دیکھ لیں جو پچھلے سالوں کی ترقی کو مات کردے۔

(الفضل ۱۵۔ فروری ۱۹۲۹ء)

۱؎ پیدائش باب ۱۶ آیت ۱۲ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور ۱۹۲۲ء

۲؎ تذکرہ صفحہ ۵۹۵۔ ایڈیشن چہارم